دنیا بھر کی خواتین کے نام

ترجمہ : عارفہ اقبال

ملت اسلامیہ کے چند ممتاز زعما شیخ محمد الغزالی، ڈاکٹر محمد عمارۃ، استاذ فھمی ھویدی، ڈاکٹر یوسف القرضاوی، ڈاکٹر محمد سلیم العوا اور استاذ عبدالحلیم ابوشقۃ نے دنیا کی خواتین کے نام ایک کھلے خط میں بیجنگ کانفرنس کے حوالے سے 'اسلام کی فطری تعلیمات کو دلنشیں اور موثر انداز سے پیش کیا۔ ہم مجلہ قضایا دولیۃ کے شکریہ کے ساتھ اس کا ترجمہ پیش کر رہے ہیں۔ (مدیر)

بیجنگ میں عالمی خواتین کانفرنس کے موقع پر ہم چند باتیں آپ کے سامنے رکھنا چاہتے ہیں۔ ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ اس موقع پر دین فطرت 'اسلام کی تعلیمات و ہدایات آپ کے سامنے پیش کریں۔ تمام مذاہب و ادیان کے درمیان اسلام اس لحاظ سے منفرد ہے کہ عورت کے حق میں اٹھنے والی کسی بھی تحریک سے صدیوں پہلے اس نے عورت کو آزادی اور حقوق عطا کیے۔

ہم قدیم و جدید دونوں جاہلیتوں کو ناپسند کرتے ہیں۔ اسلام سے پہلے جو جاہلیت پائی جاتی تھی وہ مسلمان معاشروں میں اس وقت پھر رواج پا گئی جب مسلمان دین حق کی تعلیمات سے دور ہو گئے اور صرف عورت ہی نہیں بلکہ مرد بھی متاثر ہوئے۔ دوسری وہ جدید جاہلیت ہے جو آج مسلم معاشروں پر اثر انداز ہونے کی کوشش کر رہی ہے۔ اس کا دعویٰ ہے کہ وہ عورت کو آزادی دینے والی ہے حالانکہ درحقیقت وہ عورت سے اس کا اصل مقام و مرتبہ چھین کر اسے انسانیت کے درجہ سے بھی گرا دینے والی ہے۔

مساوات

اسلام نے مرد اور عورت کے درمیان حقیقی مساوات قائم کی ہے۔ سب سے پہلی چیز جو ہمیں نظر آتی ہے وہ یہ ہے کہ قرآن میں یٰاَیُّھَا النَّاسُ (اے لوگو!)' یٰبنی آدم (اے اولاد آدم!) اور یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا (اے ایمان والو!) کہہ کر خطاب کیا گیا ہے۔ اس طرح مرد اور عورت دونوں قرآن کے یکساں مخاطب ہیں۔

اسلام نے مرد اور عورت دونوں کو پیدائش کے لحاظ سے یکساں قرار دیا ہے۔ قرآن کہتا ہے:

اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا۔ اسی طرح ذمہ داری کے لحاظ سے دونوں کو مساوی رکھا ہے۔ تخلیق آدم کے وقت کا بیان کرتے ہوئے قرآن کہتا ہے: شیطان نے ان دونوں کو بہکایا اور ان دونوں نے شجر ممنوعہ کا پھل کھایا اور پھر ان دونوں نے اللہ کے حضور توبہ کی۔ پھر قرآن میں بالکل واضح طور پر یہ بتا دیا گیا ہے کہ جو کوئی بھی نیک عمل کرے گا، خواہ مرد ہو یا عورت، وہ صلہ سے محروم نہ رہے گا۔

اللہ کے قانون کی پابندی کرنے میں بھی مرد اور عورت کو بالکل برابر رکھا گیا ہے۔ جیسا کہ قرآن میں ہے: کسی مومن مرد اور مومن عورت کو یہ اختیار نہیں کہ اللہ اور رسولؐ کے فیصلہ کے بعد اپنے بارے میں خود کوئی فیصلہ کرے۔

معاشرے کی اصلاح کی ذمہ داری میں بھی مرد اور عورت یکساں شریک ہیں: مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔ نیکی کا حکم دیتے ہیں اور بدی سے روکتے ہیں۔

ملکیت کا حق بھی دونوں کے لیے برابر ہے: مردوں نے جو کمایا اس میں ان کا اور عورتوں نے جو کمایا اس میں ان کا حصہ ہے۔ وراثت میں بھی دونوں شریک ہیں لیکن صحیح انصاف کی خاطر ذمہ داریوں کو دیکھتے ہوئے مرد اور عورت کے لیے مقدار الگ الگ مقرر کی گئی ہے۔

آمدنی کے لیے جدوجہد کرنے اور کوئی پیشہ اختیار کرنے کا حق جس طرح مرد کو ہے اسی طرح عورت کو بھی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں عورتیں کھیتی باڑی میں حصہ لیتی تھیں، جانور بھی چراتی تھیں، سلائی اور دوسرے پیشوں کے ذریعہ بھی کمائی کرتی تھیں اور بیماروں اور زخمیوں کا علاج بھی کرتی تھیں۔ اسلام نے علم کے حصول کا حق دینے میں بھی مرد اور عورت کے درمیان مساوات رکھی ہے بلکہ اسے دونوں کے لیے واجب قرار دیا ہے۔

معاشرتی قدر و منزلت اور عزت کی حفاظت میں بھی مرد اور عورت دونوں یکساں ہیں: اے ایمان لانے والو! نہ مرد دوسرے مردوں کا مذاق اڑائیں، ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں دوسری عورتوں کا مذاق اڑائیں، ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں۔ قانون جرم و سزا میں بھی اسلام مرد اور عورت کو کامل مساوات عطا کرتا ہے۔

زندگی کا ساتھی منتخب کرنے میں بھی مرد کی طرح عورت کو پسند اور ناپسند کرنے کا اختیار دیا گیا ہے۔

گھر کی ذمہ داری اور اس کے بارے میں باز پرس میں بھی دونوں برابر کے شریک ہیں۔ مرد بھی اپنے گھر کا نگراں ہے اور عورت بھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گھر کے کاموں میں ازواج مطہرات کا ہاتھ بٹاتے تھے۔ گھر کے معاملات باہمی مشورے سے چلائے جانا چاہییں۔

اولاد کی زندگی کی حفاظت اور اس کی تربیت میں بھی لڑکا اور لڑکی دونوں یکساں شریک ہیں بلکہ لڑکی کے بارے میں زیادہ شدت سے حکم ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمھارے اوپر ماؤں کی نافرمانی اور بیٹیوں کو زندہ گاڑنا حرام قرار دیا ہے۔

عبادات میں اور نیکی اور بھلائی کے کاموں میں اور مجالس میں شرکت کو بھی اسلام مرد عورت دونوں کا حق قرار دیتا ہے۔

یہ صرف چند مثالیں ہیں۔ اس مساوات کی جو اسلام نے مرد اور عورت کے درمیان قائم کی ہے اور نبی کریمؐ نے اس مساوات کو عملی جامہ پہنا کر بھی دکھا دیا ہے۔

مساوات اور مشابہت میں فرق: لیکن اسلام کی نظر میں مساوات کا مطلب بالکل ایک جیسا ہونا نہیں ہے۔ دونوں جنسوں کو بالکل یکساں اور باہم مماثل قرار دینا تو صریح ظلم، ناانصافی اور عدم مساوات ہے۔ عورت بچہ کا بوجھ اٹھاتی ہے، پھر اسے دودھ پلاتی ہے۔ کیا مرد یہ دونوں کام کرتا ہے؟ پھر دونوں یکساں کس طرح ہو سکتے ہیں؟ اگر ہم مرد اور عورت پر ہر کام کا برابر برابر بوجھ ڈال دیں تو کیا یہ عورت کے ساتھ زیادتی نہ ہوگی؟ یہ اس سے دوہرا کام لینا ہوگا۔ اور اگر وہ یہ دونوں کام ایک ساتھ نہ کرنا چاہے، یا کرنے کی طاقت نہ رکھتی ہو تو کیا اس طرح وہ اس حق سے محروم نہیں ہو جاتی جو مرد کو حاصل ہے؟

عورت اور مرد میں مکمل برابری کا دعویٰ کس طرح کیا جا سکتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے نئی نسلوں کی تربیت کی منفرد ذمہ داری عورت کے سپرد کی ہے۔ مرد اس میں عورت کی برابری نہیں کر سکتا۔ یوں عورت مرد سے اس طرح ممتاز ہے کہ وہ اس کے ساتھ حال کی ذمہ داریاں پوری کرنے کے ساتھ ساتھ مستقبل کی معمار بھی ہے۔

اسی ذمہ داری کی وجہ سے اسلام نے عورت کے اوپر گھر سے باہر کی ذمہ داری نہیں ڈالی ہے۔ یہ مرد کی ذمہ داری ہے کہ وہ باہر سے کما کر لائے اور عورت پر خرچ کرے، خواہ وہ اس کی بیوی یا ماں ہو، بیٹی ہو یا بہن ہو۔ مرد کی یہ ذمہ داری اس صورت میں بھی باقی رہتی ہے کہ عورت خود کمانے والی ہو۔ یہی وہ حقیقی مساوات ہے جو اسلام نے مرد اور عورت کے درمیان قائم کی ہے۔ اس کے مقابلہ میں وہ نام نہاد مساوات ہے جو آج کے دور میں آزادی کے نام پر قائم کی جا رہی ہے۔ خصوصاً وہ آزادی جو شادی کے بغیر ایک لڑکے اور لڑکی کو تعلق قائم کرنے کی دی جا رہی ہے۔ اس تعلق کی قیمت صرف لڑکی کو ادا کرنا پڑتی ہے۔ وہ حاملہ ہوتی ہے۔ اور اس کے بعد پیش آمدہ نتائج اور مسائل کا تنہا سامنا کرتی ہے جبکہ لڑکا ہر ذمہ داری سے آزاد ہوتا ہے۔ آج اس کو مساوات اور انصاف کہا جاتا ہے۔

اسلامی معاشرہ :

اسلام ایک ایسے معاشرے کی صورت گری کرتا ہے جس میں مرد اور عورت دو الگ الگ جنس ہیں۔ ان کی اپنی اپنی ذمہ داریاں ہیں اور وہ باہمی تعاون و ہمدردی اور الفت و محبت کے ساتھ اپنا کام انجام دیتے ہیں۔ اسلامی معاشرہ "یک جنسی" معاشرہ نہیں ہے جس میں مرد عورت بن کر یا عورت مرد بن کر رہے 'کیونکہ یہ غیرانسانی اور غیرفطری صورت ہے۔ اسی طرح اسلام فرد اور فرد کے درمیان اور فرد اور معاشرے کے درمیان حقوق کا صحیح توازن قائم کرتا ہے۔ وہ کسی کو بھی ایسا حق نہیں دیتا جو کسی دوسرے کے حق کی قیمت پر ملے۔ اور مرد اور عورت کے درمیان اس اصول کا بدرجہ اولیٰ انطباق ہوتا ہے۔ قرآن میں میاں اور بیوی کو ایک دوسرے کے لیے لباس قرار دیا گیا ہے۔ اور ایک دوسرے کے ساتھ محبت و مُودّت اور رحم و شفقت کا تعلق قائم کرنا مطلوب بیان کیا گیا ہے۔ اور یہ تعلق صرف میاں بیوی تک محدود نہیں بلکہ خاندان کے اور معاشرے کے تمام افراد کے درمیان اسی طرح محبت و شفقت کا تعلق ہونا چاہیے۔ اسلام کی یہ تعلیم آج کے زخمی معاشرے کے لیے مرہم کی حیثیت رکھتی ہے۔ آج کے معاشرے میں فرد کو تنہا اور بے سہارا ہونے کا احساس ہے 'بوڑھے نوجوانوں کی طرف سے لاپروائی کا شکار ہیں' دو نسلوں کے درمیان جنریشن گیپ کا مسئلہ ہے 'خودکشی اور تشدد کی وارداتوں کی کثرت ہے 'کم عمروں میں جرائم کی شرح میں اضافہ ہے 'اور اسی طرح کے بے شمار مسائل ہیں جو افراد کے درمیان محبت و الفت کی کمی کا نتیجہ ہیں۔

اسلام کی نظر میں ایک خاندان کا مقام بہت بلند و محترم ہے کیونکہ وہ معاشرے کی بنیادی اکائی ہے۔ خاندان میاں اور بیوی کے ملنے سے بنتا ہے 'جن کے درمیان شرعی بندھن ہوتا ہے اور سکینت اور مہر و الفت ان پر سایہ فگن ہوتی ہے۔ پھر اور بہت سے مرد اور عورتیں ہوتی ہیں جن سے رشتہ داری کا تعلق ہوتا ہے۔ ان کے کام باہمی مشورے سے چلتے ہیں اور یہ نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے سے تعاون کرتے ہیں۔ عورت اپنے گھر کی داعیہ (نگراں) ہوتی ہے۔ اپنے خاندان کے افراد کی جسمانی اور روحانی ضروریات پوری کرتی ہے۔ اس طرح معاشرے میں رہتے ہوئے وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے سلسلہ میں اپنا کردار ادا کرتی ہے۔ وہ اللہ کی بنائی ہوئی زمین پر مرد کی طرح چلتی پھرتی ہے 'اللہ کا دیا ہوا رزق کھاتی ہے اور اس دنیا کی تعمیر اور معاشرے کی ترقی میں مرد کے ساتھ برابر کا حصہ لیتی ہے۔

نوجوانوں کو برائیوں سے بچانے کے اور پاکیزہ زندگی گزارنے کے لیے خاندان سے حاصل ہونے والی محبت اور سکون ضروری ہے۔ اسی لیے اسلام نے یہ تاکید کی ہے کہ جو استطاعت رکھتا ہے وہ نکاح کرلے۔ صحیح وقت پر نکاح کے بندھن میں بندھ جانا نوجوانوں کو بے حیائی اور فحاشی سے دور رکھتا ہے۔

یہ کتنی عجیب بات ہے کہ آج کے ترقی یافتہ معاشروں میں کم عمری میں جنسی تعلقات قائم کرنے کے خلاف کوئی آواز نہیں اٹھائی جاتی۔ لیکن اگر یہی تعلقات وہی افراد شرعی پابندی یعنی نکاح کے بعد قائم کریں تو کم عمری کی شادی پر اعتراض شروع ہو جاتے ہیں۔ جو اللہ کی ہدایت کو چھوڑ کے اپنے نفس کی خواہش کے پیچھے چلے، اس سے بڑھ کر گمراہ کون ہو سکتا ہے۔

کانفرنس کے ایجنڈے کے قابل تعریف پہلو: اس ایجنڈے پر گہری نظر ڈالنے کے بعد ہم اللہ تعالیٰ کی طرف سے عاید کردہ ذمہ داری کے تحت اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ اس کے مثبت پہلوؤں کی تائید کریں اور منفی پہلوؤں کو بھی سامنے رکھ دیں تاکہ وہ مرد اور عورتیں جو ان کو ایجنڈے سے نکالنے میں کوئی کردار ادا کر سکتے ہیں، اپنی پوری کوشش کریں۔

سب سے پہلی قابل تعریف بات یہ ہے کہ ایک فقرہ میں (قوسین کے درمیان ہی سہی) کروڑوں عورتوں کی زندگی میں دین کی اہمیت کو تسلیم کیا گیا ہے۔ مساوات، ترقی اور اس کے لیے اخلاقیات کو اہمیت دی گئی ہے جو معاشرے کو ہر طرح کے فساد اور عورت کو استحصال سے بچانے کے لیے ضروری ہے۔ اس طرح مادی ضروریات کے ساتھ ساتھ روحانی پہلو کو بھی نظر انداز نہیں کیا گیا۔ خاندان کی اہمیت کو (قوسین ہی کے درمیان) یہ کہہ کر تسلیم کیا گیا ہے کہ خاندان معاشرے کی بنیادی اکائی ہے اور عورت اس کی بھلائی اور معاشرے کی ترقی کے لیے نمایاں کردار ادا کرتی ہے۔ یہ چیز بھی قابل تعریف ہے کہ اس ایجنڈے میں عورت کی تصاویر کے غلط استعمال پر تنقید کی گئی ہے۔ اشتہارات میں اور جنسی تشدد کے واقعات کے بیان میں عورت کے جسمانی استعمال کے خلاف آواز اٹھائی گئی ہے۔

جن علاقوں میں عوام اپنے حق کے لیے آواز اٹھا رہے ہیں اور ظلم و ستم کے ذریعہ ان کی آواز دبانے کی کوشش کی جارہی ہے وہاں عورت پر ظلم، جبر و تشدد اور عصمت دری کو روکنے کے لیے اس ایجنڈے میں شدت سے مطالبہ کیا گیا ہے۔ بوسنیا کی مثال ہمارے سامنے ہے! عورتوں کو کمائی کا ذریعہ بنانا اور ان کو بدکاری پر مجبور کرنا بھی اس ایجنڈے میں شامل ہے۔ اسی طرح یہ بھی ایک اچھا پہلو ہے کہ عورت کو تعلیم کی راہ میں جو رکاوٹ بھی ہو اس کو دور کرنے کا مطالبہ کیا گیا ہے خواہ یہ رکاوٹ جنس کے لحاظ سے ہو یا دینی اعتبار سے ہو۔ فرانس میں اسلامی لباس پہننے کی وجہ سے مسلمان لڑکیوں کو تعلیم سے محروم کرنا کوئی دور کی بات نہیں ہے۔ یہ بھی ایک اچھی بات ہے کہ یہ ایجنڈا اپاکبازی کی حوصلہ افزائی کرتا ہے اور وضاحت کرتا ہے کہ اسقاط حمل خاندان کی تنظیم کی راہ میں رکاوٹ ہے۔

ایجنڈے کے نقائص: اس کی سب سے بڑی خرابی یہ ہے کہ تمام اجزا مجموعی طور پر دونوں جنسوں کے درمیان مکمل یکسانیت اور ہمہ پہلو مطابقت کا اظہار کرتے نظر آتے ہیں، بلکہ عورت اور

مرد کو کھلی دعوت دیتے ہیں کہ وہ نئے دور کے مطابق خاندان اور معاشرے کی تشکیل جدید کریں اور "یک جنسی معاشرہ" کے قیام کی راہ ہموار ہو۔

اس ایجنڈے میں کم عمری کی شادی کو لعنت قرار دیا گیا ہے اور اسے لڑکیوں کو زندہ گاڑنے اور اولاد کو قتل کرنے کے مماثل ٹھہرایا گیا ہے جبکہ کم عمری میں بغیر نکاح کے جنسی تعلقات قائم کرنے سے کوئی تعرض نہیں کیا گیا۔ اسی طرح کئی مقامات پر ایسی بات کہی گئی ہے کہ جنسی تعلقات کی آزادی ہونا چاہیے، خواہ وہ کسی نوعیت کے ہوں۔

یہ بات بھی قابل اعتراض ہے کہ وراثت میں مرد اور عورت کی برابری کے لیے قانون بنائے جائیں۔ حالانکہ یہ دنیا کی چوتھائی آبادی، یعنی مسلمانوں، کے دین کے خلاف ہے جس میں مرد کو عورت کے اخراجات کا ذمہ دار ٹھہرایا گیا ہے۔

کہا گیا ہے کہ عورت بچوں، بوڑھوں اور معذوروں کی خدمت بلامعاوضہ کیوں کرے؟ اس طرح انسانی جذبات و احساسات کی قدر و قیمت کم کر کے معاشرے کو باہمی ہمدردی، محبت اور ذمہ داریوں کے احساس سے عاری کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ یہ بات کہ نکاح دو افراد کے درمیان قانونی معاہدہ ہے جس کے ذریعہ وہ ایک دوسرے سے پوری طرح فائدہ اٹھانے کا حق رکھتے ہیں، نظرانداز کرتے ہوئے شوہر کے لیے جنسی تشدد کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ عورتوں کے لیے، خصوصاً ایڈز کی شکار عورتوں کے لیے، یہ مطالبہ کیا گیا ہے کہ اس مرض اور دوسرے جنسی امراض سے متعلقہ کانفرنسوں اور قراردادوں کی منظوری وغیرہ میں ان کو شریک کیا جائے۔ پہلی دفعہ اس طرح کا مطالبہ کیا گیا ہے کہ علم و فن سے متعلق کام میں ان لوگوں کو شریک کیا جائے جو اس کے بارے میں کوئی مہارت نہیں رکھتے۔

ایک یہ پہلو قابل اعتراض ہے کہ جنسی تعلیم کو دینی اور اخلاقی حدود و قیود سے آزاد رکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ وہ ممالک جو خود کو ترقی یافتہ کہتے ہیں ان کے لیے تو یہ امر قابل قبول ہو سکتا ہے لیکن دنیا کی غالب آبادی اس کو پسند نہیں کر سکتی جس کے لیے دین و اخلاق اب بھی مرکزی حیثیت کے حامل ہیں۔

ہمارا موقف: اب یہ بات بالکل واضح ہوگئی ہے کہ مرد اور عورت کی مساوات کے لیے چلائی جانے والی ہر تحریک اسلام کی نظر میں پسندیدہ ہے۔ لیکن دونوں جنسوں کو بالکل یکساں قرار دے کر معاشرہ کو یک جنسی معاشرہ بنانا اسلام کی نظر میں کبھی قابل قبول نہیں ہو سکتا۔ شرعی حدود کے اندر مرد اور عورت تعلقات قائم کر کے خاندان بنائیں، یہ اسلام کی دعوت ہے۔ لیکن اس سے ہٹ کر تعلقات کے قیام کے خلاف اسلام اعلانِ جنگ کرتا ہے۔ دین اور اخلاق کی حدود و قیود کو توڑتے ہوئے فطرت

انسانی کے خلاف تعلقات قائم کرنے کا حق صرف وہ لوگ مانگتے ہیں جو اپنی جنسی خواہشات کی بے لگام تکمیل چاہتے ہیں۔

ہم یہ سمجھتے ہیں کہ دنیا کے کروڑہا انسانوں کو، جن کا نصف شریف اور پاک دامن عورتیں ہیں، مٹھی بھر ترقی یافتہ ممالک کی ان کوششوں پر خاموش نہیں رہنا چاہیے جو وہ اپنی اقدار کو دنیا بھر پر مسلط کرنے کے لیے کر رہے ہیں۔ سکون و محبت کا عدم وجود، خاندانی زندگی کا انتشار اور خودکشی اور جرائم کی کثرت جو ان قوموں میں موجود ہے وہ چاہتے ہیں کہ دنیا کی تمام قومیں اس کا شکار ہو جائیں۔ یہ دراصل عورت کو اس کے اصل مقام اور عظیم مرتبہ سے گرانے کی کوشش ہے۔ یہ ایک جدید قسم کی آمریت ہے جو ایک چھوٹی سی اقلیت دنیا کی کثیر آبادی پر مسلط کرنا چاہتی ہے۔ اس کی کوشش ہے کہ ہر جگہ کی ہر عورت اس کا دیا ہوا طرز حیات اپنا لے اور خواہش اور طاقت نہ ہونے کے باوجود گھر سے باہر کے کاموں کا بوجھ بھی اٹھائے۔ دنیا بھر کی عورتوں کو اس نئے طاغوت کا مقابلہ کرنا ہے اور انسانیت کے شرف و عزت کو مٹانے والی سازشوں کو ناکام بنانے کے لیے جدوجہد کرنا ہے۔

ہم اللہ کو ماننے والی تمام طاقتوں کو معاشرے کے انہدام کی کوششوں کے خلاف جمع ہونے کی دعوت دیتے ہیں اور ہر دین میں جو الٰہی اصول موجود ہیں ان کی حفاظت کے لیے کھڑے ہو جانے کا مطالبہ کرتے ہیں۔ مرد اور عورتیں دونوں کو اس تحریک کے اچھے پہلوؤں کی حمایت اور خراب پہلوؤں کی مخالفت کرنا چاہیے۔ اس طرح وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیں گے اور بلند اخلاقی اصول اور شریفانہ انسانی جذبات کے زیر سایہ ایک صالح معاشرے کے قیام میں مددگار ہوں گے اور اس طرح حقیر مادی اور شہوانی خواہشات کے زیر سایہ پرورش پانے والے انسان کو اس زمین کی خلافت کا حقدار بنانے میں بھی تعاون کریں گے۔ وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰٓى اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ○

پشاور اور سرحد کے دیگر شہروں میں ترجمان حاصل کرنے کے خواہش مند درج ذیل پتہ پر رابطہ کر سکتے ہیں۔

دی بک ڈسٹری بیوٹرز، پشاور

السید پلازہ۔ آبدارہ چوک، جمرود روڈ، پشاور

فون: نورور جان، 244566